بائبل شریف

عیسائیوں کے ماہوار رسالہ "مسیحی تجلی" کے کئی ایک نمبروں× میں ایک طویل مضمون نکلا ہے جو دراصل "مسلمان" کے نامہ نگار مولوی ابراہیم صاحب لاہوری کے مضمون مندرجہ مسلمان "بائبل کیسی کتاب ہے" کے جواب میں ہے۔ لائق مجیب (مسٹر اکبر مسیح) نے بڑی خوبی سے اپنا مدعا ثابت کرنے کی کوشش کی مگر افسوس ہے کہ واقعات میں چشم پوشی سے کام لیا۔ اور اپنے ناظرین کو بھی یہی فہمائش کی ہے۔ آپ کے مضمون کا باوجود طول طویل ہونے کے مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کہتے ہیں۔

بائبل الہامی نوشتوں کا ایک مجموعہ ہے جسکو قران شریف کے محاورے میں "الکتاب" اور کبھی توراۃ انجیل وغیرہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ قران مجید بھی دراصل عربی بائبل ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور جس قدر آیات قرآن میں۔ توراۃ۔ انجیل اور الکتاب کے نبیوں کو ملنے کی آئی ہیں ان سے یہی بائبل مراد ہے۔ یہ بھی آپ کا دعویٰ ہے کہ قران جب انجیل کی تصدیق کرتا ہے تو سارے عہد جدید کی تصدیق کرتا ہے۔ جسکو عیسائی انجیل کہتے تھے۔ اس دعویٰ پر آیات مندرجہ ذیل کو شہادت میں نقل کیا ہے۔

(۱) اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی۔ یہ کچھ تو لکھا ہوا ہے پہلے صحیفوں میں (اعلیٰ)

(۲) اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَیِّنَةُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی۔ کیا انکو نہیں پہنچ چکیں نشانیاں اگلے صحیفوں کی (طٰہٰ ع ۸)

(۳) وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ۔ قرآن موجود ہے اگلی کتابوں میں (شعراء ع ۱۱)

ان کتابوں کے الٰہی الاصل ہونے کا صاف لفظوں میں اعتراف کیا گیا۔

(۴) فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ۔ پھر اللہ نے نبیوں کو اٹھایا جو خوشی اور ڈر کی خبر سنانے والے تھے اور اُن کے ساتھ سچی الکتاب (بائبل) اُتاری تاکہ وہ فیصلہ چکا دیں لوگوں کے درمیان اُن باتوں کا جنمیں جھگڑا کریں (بقرہ ع ۲۶)

× بابت فروری۔ مارچ۔ اور اپریل ۱۹۰۹ء

(۵) لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ ہم نے بھیجے اپنے رسول کھلی نشانیاں دیکر اور ہم نے اوتاری انکے ساتھ الکتاب (بیبل) یعنی میزان (حق و باطل) تاکہ لوگ قائم رہیں انصاف پر (حدید ع ۱۱)

(۶) وَمَا کَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں جسے خدا کے سوا اور کوئی گھڑ لے بلکہ وہ تو اس کی تصدیق ہے جو اسکے سامنے موجود ہے یعنی الکتاب (بیبل) کی تفصیل جس میں شک نہیں کہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے (یونس ع ۴)

اس جگہ بائبل مقدس کو جیسا عیسائی سمجھتے تھے نہ صرف الکتاب لاریب فیہ من رب العالمین فرمایا بلکہ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا مدار تصدیق بائبل پر رکھا گویا اعتراف کیا کہ اگر قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق نہ کرتا تو ایسا گمان کرنا بیجا نہ ہوتا کہ سوائے خدا کے وہ کسی اور کی من گھڑت ہے۔

(۷) مَا کَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰی وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ (یوسف ع ۱۲) یہ (قرآن) کوئی بنائی ہوئی بات تو ہے نہیں بلکہ جو (آسمانی کتابیں) اس (کے نزول) سے پہلے (موجود) ہیں انکی تصدیق (کرتا) ہے۔ (ترجمہ نذیر احمد)

(۸) مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ (اور قرآن) ان (کتابوں) کی بھی تصدیق کرتا ہے جو اس (کے زمانۂ نزول) سے پہلے (موجود) ہیں۔ (ترجمہ نذیر احمد۔ بقرہ ع ۱۲)

(۹) هٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ۔ یہ (قرآن بھی) کتاب (آسمانی) ہے جس کو ہم نے اتارا ہے برکت والی (کتاب ہے اور) جو (کتابیں) اس (کے زمانہ نزول) سے پہلے کی موجود ہیں انکی تصدیق (بھی) کرتی ہے۔ (ترجمہ نذیر احمد۔ انعام ع ۱۱)

(۱۰) وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا

عَلَیْہِ۔ اور (اے پیغمبر) ہم نے تمہاری طرف (بھی) کتاب برحق اتاری کہ جو کتابیں اسکے (اترنے کے وقت) پہلے سے (موجود) ہیں اُن کی تصدیق کرتی ہے اور اُنکی محافظ (بھی) ہے" (ترجمہ نذیر احمد مائدہ ع ۷) + ہم جیسا بتلا چکے ایسے مقام میں الکتاب سے مراد بائیبل ہے۔ پس اسکا یہی ترجمہ ہونا چاہئے کہ "قرآن تصدیق کرتا ہے بائیبل کی جو اُس کے سامنے موجود ہے اور اسکا محافظ ہے" +

(۱۱) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ۔" اے اہل کتاب (قرآن) جو ہم نے نازل فرمایا ہے اور وہ اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے تصدیق بھی کرتا ہے اس پر ایمان لے آؤ + (نذیر احمد کا ترجمہ۔ نساء ع ۷)

(۱۲) یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ . . . . اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ" اے بنی اسرائیل تم اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی جو تصدیق کرتی ہے اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس موجود ہے (بقرہ ع ۵) +

(۱۳) وَلَمَّا جَآءَهُمْ کِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ط۔ اور جب پہنچی ان (یہود) کے پاس ایک کتاب (قرآن) خدا کی طرف سے جو تصدیق کرنے والی ہے اس (کتاب) کی جو اُنکے اپنے پاس ہے (بقرہ ع ۱۱) +

(۱۴) وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ۔ حالانکہ وہ (قرآن) حق ہے اور تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو اُن (یہودیوں) کے پاس موجود ہے (بقرہ ع ۱۱)

پس پہلی آئت جس میں اہل کتاب عموماً مخاطب ہیں یعنی یہودی بھی اور عیسائی بھی اس میں دونوں کی کتابوں کی یکجا تصدیق کر دی۔ اور دوسری آئتیں جہاں صرف یہودی مخاطب ہیں اُن میں صرف اُنہیں کتابوں کی تصدیق کی جو اُن کے پاس موجود تھیں" (مسیحی تجلی ماہ اپریل ۱۹۰۹ء)

مسلمان۔ ہم دیکھتے ہیں کہ لائق مجیب نے واقعات سے کام نہیں لیا۔ اور نہ اندرونی شہادت کو پیش کرنے کا حوصلہ کیا ہے۔ آپکا نمبر اول ہے کہ بائیبل مجموعہ کتب سماویہ کا نام ہے۔ قرآن مجید اُس کی تصدیق کرتا ہے اور انجیل کی تصدیق سے سارے عہد جدید

کی تصدیق ہوتی ہے جس میں حواریوں کے خطوط وغیرہ بھی شامل ہیں۔ آئیے پہلے ہم اس دعویٰ کی قرآن اور بائیبل سے شہادت لیں۔ قرآن مجید تو کھلے لفظوں میں کہتا ہے مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی یعنی جو کچھ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو خدا کی طرف سے ملا وہ ہے تورات اور انجیل۔ وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ اور جو کچھ دیگر انبیا کو خدا کے ہاں سے ملا ہم اُسے بھی مانتے ہیں۔

چونکہ بائیبل اور قرآن میں مدعی اور گواہ کی نسبت ہے یعنی بائیبل مدعی ہے اور قرآن گواہ ہے اس لئے مدعی کا بیان مقدم ہے پھر شاہد کا۔ لہذا پہلے ہم اس کتاب کو جانچیں اور بیان لیں جسکو موسیٰ کی تورات کہکر بائیبل میں عزت کے ساتھ جگہہ دی گئی ہے۔ اس کا مجموعہ پانچ کتابوں کا ہے۔ اس مجموعہ کی پانچویں کتاب استثنا کے اخیر میں یوں مرقوم ہے:۔

"خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق مواب کی سرزمین میں مرگیا۔ اُس نے اُسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغفور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اُس کی قبر کو نہیں جانتا۔ اور موسیٰ اپنے مرنے کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا کہ نہ اُس کی آنکھیں دھندلائیں اور نہ اُس کی تازگی جاتی رہی۔

سو بنی اسرائیل موسیٰ کے لئے مواب کے میدانوں میں تیس دن تک رویا کئے اور اُن کے رونے کے دن موسیٰ کے لئے پورے ہوئے (باب ۳۴ کی آئت ۵)"

یہ اقتباس بتلا رہا ہے کہ اس کا نزول حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نہیں ہے حالانکہ اسکو بھی موسیٰ کی کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ آئیے اب نئے عہد نامہ یعنی انجیل کا بیان سنئے انجیل کا بیان دعویٰ یہ ہے:۔

یسوع نے پھر بڑے شور سے چلاکر جان دی (متی باب ۲۷ کی ۵۰)

جب چھٹا گھنٹہ ہوا۔ اُس ساری سرزمین پر اندھیرا چھا گیا۔ اور نویں گھنٹے تک رہا۔ اور نویں گھنٹے یسوع بڑی آواز سے چلاکر بولا ایلی ایلی لما سبقتنی۔ اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (مرقس باب ۱۵ کی ۳۴)"

یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں

سونپتا ہوں یہ کہکر دم چھوڑ دیا (لوقا - باب ۲۳ - کی ۴۶)

پھر یسوع نے جب سر کہ چکھا کہا پورا ہوا اور سر جھکا کر جان دی (یوحنا باب ۱۹ - کی ۳۰)

یہ اقتباس اناجیل اربعہ کا ہے جنکو یسوع مسیح کی اناجیل کہا جاتا ہے کون دانا اس قسم کے اقتباسات کو پڑھکر یہ باور کر سکتا ہے کہ یہ اناجیل قرآنی بیان کے مطابق ہیں جس کا عنوان ہے مَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی (جو کچھ حضرت موسے اور حضرت روح اللہ عیسی کو ملا وہ مانتے ہیں) +

اصل حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا محاورہ اور ایک خاص اصطلاح تھی کہ جس نبی کا الہامی نوشتہ جمع کرتے اوس میں اُسکے تمام حالات پیدائش سے موت تک سب کے سب درج کر دیتے اوس کتاب کا نام اوس نبی کے نام پر رکھتے خواہ اُن واقعات میں بعض دیکھے ہوئے ہوتے یا سنے ہوئے یہی وجہ ہے کہ آج ہم اناجیل مسیح کو متعدد پاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اُن کے مصنف متعدد ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بعض وقائع ایک میں ملتے ہیں دوسرے میں نہیں۔ بعض دوسرے میں ہیں تو تیسرے میں نہیں۔ تیسرے میں ہیں تو چوتھے میں نہیں باوجود اس کے چوتھی انجیل کے مصنف یوحنا کا بیان ہے کہ

"اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر دے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں نہ سما سکتیں (الہامی مبالغہ ہے دم مرزا)۔ (باب ۲۱ - کی ۲۵)

مگر سوال یہ ہے کہ ان مصنفوں نے حضرت مسیح کے ایسے واقعات کیوں نہ لکھے اسکا جواب مصنف انجیل لوقا نے دیا ہے کہ ہمنے انجیلوں کو سن سنا کر لکھا ہے" (باب ۱ - شروع)

ہمارے خیال میں یہ مسئلہ کوئی زیادہ قابل بحث نہیں جو کوئی بیبل کو خصوصاً اناجیل کو ایک نظر سے دیکھے جائیگا اوسپر یہ امر بالکل واضح ولائح ہو سکتا ہے کہ یہ کتابیں اُن نبیوں کے وہ نوشتے نہیں ہیں جو قرآن مجید مَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی سے تعبیر کرتا ہے۔ آئیے ہم ایک اور اندرونی اقرار دونوں کتابوں سے پیش کرتے ہیں جس سے یہ عقدہ لاینحل

بالکل حل ہو جائے۔

قرآن مجید نے علاوہ ما اوتی موسی وعیسی کے تورات کی نسبت ایک لفظ اور بھی کہا ہے۔ یعنے

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پ ۹ ع)

(ہم نے موسی کو الواح پر ہر قسم کی نصیحت اور تفصیل لکھدی)

اس بیان کے مطابق جب ہم بیبل دیکھتے ہیں تو اوس میں یہ مضمون ملتا ہے:-

"یہی باتیں خداوند نے پہاڑ پر آگ کے اور بدلی کے اور بے نہایت تاریکی کے درمیان سے تمہاری ساری جماعت کو بلند آواز سے کہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ اور اُسنے انکو پتھر کی لوحوں پر لکھا اور انہیں میرے سپرد کیا (استثنا باب ۵ - کی ۲۲)"

یہ حوالہ آیت قرآنی کے بالکل مطابق ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ توریت وہ نہیں جسکو قرآن مجید نے ما اوتی موسی اور کتبنا له فی الالواح سے بیان کیا ہے بلکہ ما اوتی موسی یہی حصہ ہے جس کو جناب موسی نے خود بیان کر کے فرمایا کہ یہی احکام پتھر کی لوحوں پر خدا نے لکھوا دیئے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔

اسی اقتباس کے مساوی درجہ انجیل میں بھی ملتا ہے۔ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح حواریوں کو ملکر فرماتے ہیں:-

"تم تمام دنیا میں جا کر ہر ایک مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو جو کہ ایمان لاتا اور بپتسما پاتا ہے نجات پائیگا" (مرقس باب ۱۶ کی ۱۵)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ موجودہ اناجیل مَا اُوْتِیَ عِیْسٰی وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ + کی مصداق نہیں۔ ان حوالجات سے جہاں اصل کیفیت معلوم ہوتی ایک مشہور عام سوال بھی رفع ہو گیا کہ مسلمان اگر موجودہ تورات انجیل کو نہیں مانتے تو اصلی دکھا دیں کیونکہ یہ اقتباس کہہ رہے ہیں کہ اصل تورات اور انجیل انہی میں ہیں مگر خلط ملط ہو کر غیر ممتاز ہیں اسلئے مجموعہ مصدقہ نہیں۔

× ہم نے اُس کو انجیل دی۔

یہ ہے اصل تحقیق لیکن افسوس عیسائی مناظرہ میں ایسی تحقیق اور تدقیق غیر ضروری ہے۔ کیونکہ عیسائی مذہب تحقیق سے نہیں چلتا بلکہ خوش اعتقادی سے چلتا ہے سہ

رو لہے او ہمیں جو ہمیں ناروا ہے۔ (باقی آئندہ)

مسلمان کے مسلمانوں پر حقوق

بموجب حدیث شریف ایک مسلمان کے دوسرے پر چھ حقوق ہیں بڑا حق یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان دوسرے کی خیر خواہی کرے اسی ہدایت کے زیر اثر رسالہ "مسلمان" کے بھی اپنے ناظرین پر حقوق ہیں۔ منجملہ یہ کہ اس کی اشاعت میں کوشش کریں۔ تاکہ مسلمانوں کی ہمدردی سے "مسلمان" پھلے پھولے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ کہیں تو ہمارے بھائی مسلمان کہا کرتے ہیں کہ آپس کے جھگڑے تھکہ فضیحتے چھوڑ کر غیروں کا مقابلہ کرو۔ لیکن جب غیروں کے اور محض غیروں کے مقابلہ میں کوئی کتاب یا رسالہ شائع ہوتا ہے تو اوسکی امداد اور اشاعت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہمارے ناظرین اگر ہمت کر کے ایک ایک خریدار پیدا کریں تو "مسلمان" بھی کفار کے رسالوں کی طرح پھل پھول سکتا ہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز +

تقابل ثلاثہ یعنی توریت انجیل۔ قرآن کا مقابلہ۔ صفحہ کے تین کالموں میں تینوں کتابوں کی اصلی عبارتیں منقول ہیں نیچے حواشی میں فرق بتلا کر قرآن شریف کی فضیلت ثابت کیگئی ہے عیسائیوں کی بحث کا انقطاعی فیصلہ ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک ایک روپیہ (عہ)

المشتہر منیجر مسلمان امرتسر

دھرمپال کا کچا چٹھا

ہمارے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ۱۹۰۳ء میں ایک شخص عبد الغفور ضلع ہوشیارپور کا نوجوان لڑکا آریہ بنا تھا جو دھرمپال کے نام سے مشہور ہوا۔ اسنے ایک رسالہ "ترک اسلام" لکھکر شہرت حاصل کی تھی اسکے رسالہ کا جواب خاکسار کی طرف سے "ترک اسلام" لکھا گیا اور مصنفوں نے بھی اوسکے جواب دئیے اوس سے بعد اسنے "تہذیب الاسلام" چار جلدوں میں لکھی اسکا جواب خاکسار نے "تغلیب الاسلام" چار جلدوں میں دیا۔ آجکل اُسی دھرمپال کا رخ اپنے بھائی آریہ سماجیوں کی طرف ہو رہا ہے اس لئے آریوں نے بھی اوسکے پوست کندہ حالات لکھے ہیں جو ممکن ہی صحیح ہوں ہمارے پاس ایک رسالہ "دھرمپال کی خودکشی" اور ایک اشتہار "دھرمپال کا کچا چٹھا" پہونچا ہے اشتہار میں کتاب کا مضمون بالاختصار درج ہے اسلئے ناظرین کی دلچسپی کیلئے اشتہار درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

(۱) آریہ سماج کے منتری پردھان اور دیگر ادھیکاری مہاشیوں سے خصوصاً اور پبلک کاموں میں دلچسپی لینے والے اصحاب سے عموماً نہایت سرلتا سے آج کچھ نویدن کرتا ہوں معزز اور شریف دوستو! دھرمپال کا چرچا کسی نہ کسی طرح آپکے کانوں تک پہنچا ہوگا اسی کے متعلق ٹھیک حالات کی طرف آپکی خاص توجہ دلاتا ہوں۔

(۱) آپ میں شائد کئی صاحبان کو معلوم ہوگا۔ کہ آریہ سماج میں دھرمپال کی سب سے پہلے واقفوں میں سے میں ہوں۔ (۲) اُس کی شدھی کے متعلق دلی لگن اور شوق سے ہر طرح کے خطروں میں پڑ کر میں نے جس قدر کام ممکن تھا کیا (۳) اُس کے شدھ ہونے کے بعد سے ابتک میرا کوئی تنازع یا بگاڑ دھرمپال سے نہیں ہوا۔ (۴) میرے برخلاف اُسنے اس وقت تک کچھ نہیں لکھا۔

باوجود اس کے مجھے دلی رنج اور دکھ محسوس کرتے ہوئے "دھرمپال کی خودکشی" یا "بھروپیاپن کی اصلیت" نامی کتاب لکھنی پڑی ہے تو محض اس وجہ سے کہ بھولے

اور ناواقف آریہ لوگ ضعیف الاعتقادی سے اپنا روپیہ اپنی شردھا اپنی عزت
اس شخص کے لئے برباد نکریں - کیونکہ وہ درحقیقت ایک دھوکہ باز و شواس - گھاتی
بدوماغ اور نہایت ہی بدچلن آدمی ثابت ہوا ہے - مجھے یقین ہے اگر آپ بالکل ٹھیک
روپ میں دیکھنا چاہیں گے - تو اس کتاب کو ضرور مطالعہ فرماوینگے - بلکہ شریفوں کی عزت
پبلک سبھا اور سماج کی عزت بچانے کے لئے ہر پہلو کے متعلق واضح طور پر اشارات
دینے والی کتاب کو دوسرے لوگوں میں تقسیم کریں گے - اُس کی اشاعت آریہ سماجک
پرشوں کے اندر غلط فہمی سے پھیلے ہوئے دویش کو دور کرکے شانتی پھیلا سکتی ہے
کاشکہ مجھے توفیق ہوتی اور میں مفت اُس کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچا کر
فوراً لوگوں کو حقیقت جتانے میں کامیاب ہوتا - تاہم اس وقت اگر انصاف پسند
اور راست رو آریہ دیگر بھائی پوری توجہ فرماویں تو انکی ہمت سے اس وقت کا دور ہونا مشکل
نہیں - چونکہ دھرمپال کی طرف سے اسکا جواب شائع ہونے والا ہے - اس لئے بھی اسکا
مطالعہ پبلک کو غور سے پہلے کرنا ضروری ہے - دلائل اثبات - عجیب و غریب چٹھیات
وغیرہ جو نہایت زور سے میرے دعووں کو یقینی طور پر ثابت کرتی ہیں اصل کتاب سے
ہی پڑھی جا سکتی ہیں - تاہم معاملہ کو ایک گونہ جلد صاف ہونے میں مدد دینے کے واسطے
نہایت مختصر طور پر خاص واقعات لکھدیتا ہوں - تاکہ سروسادھارن آسانی سے حقیقت
دیکھ سکیں - اور میں صاف کہتا ہوں - کہ اگر کسی بھائی کو ان واقعات اور کتاب کے
مطالعہ کے بعد دھرمپال کا جواب پڑھنے کی ضرورت باقی رہے تو وہ بے شک پڑھیں
لیکن غور اس بات کا کریں کہ اصل واقعات کا اُسنے کیا جواب دیا ہے اگر وہ غیروں پر بہتان
باندھتا ہے یا الزاموں کا صاف سیدھے طور پر جواب دینے کی بجائے پیچیدہ عبارتیں
لکھکر مغالطہ دینے کی کوشش کرتا ہے - یا مدلل و سنجیدہ تحریر کی بجائے ٹھٹھہ سے
اور فحش بیانی یا وہ گوئی یا طعن و تشنیع سے کام لیتا ہے - تو انصاف تقاضا کرتا ہے
کہ وہ بالکل جھوٹا ناقابل اعتبار - ناقابل امداد ناقابل عزت سمجھا جاوے - اصل مضمون کے
علاوہ جو بھی غلط بیانیاں وہ کریگا - اس کی فوراً معقول تردید ہو جائیگی - لیکن ناظرین

کو خیال عین واقعات کا رکھنا ضروری ہے -

دھرمپال کے دھوکے

(۱) ہمیں ذات پات کی خصوصیت سے وقعت نہیں ہوتی - تاہم شدھ ہونے والے کو صاف بتانا
ضروری ہوتا ہے - دھرمپال نے بڑا دھوکہ ہم کو دیا - وہ ہمیں سید یا مولوی جتانے کو اشارہ
دیتا رہا - اب بھی وہ ایک اپنی تصنیف میں مولوی بچہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے - لیکن درحقیقت
. . . ہے (۲) اسلامیہ سکول ایک بالکل معمولی سکول تھا - اور عبدالغفور کی ہیڈ ماسٹری
محض عنا روپیہ ماہوار کی اسامی تھی - مگر اُسنے اپنی اس پوزیشن کو خاص نمائش دیکر
ہمیں دھوکہ دیا اب عنا ماہوار تنخواہ کا اقبال نہیں کرتا اور اصل تنخواہ بتاتا بھی نہیں
عجیب چالاکی ہے (۳) ہمیں بڑا دھوکہ دیا کہ میں مسلمانوں سے آتا ہوں - حالانکہ یہ
کئی سال پہلے دیو سماج میں داخل تھا - اس کا بھی صاف پتہ نہ دیا - (۴) دھرمپال
نے مذہبی مطالعہ نہ کیا تھا - ستیارتھ پرکاش کا درشن اور مطالعہ بھی اُسنے بعد میں
کیا - لیکن تحریر و تقریر میں تمام ملک بھر کو دھوکہ دیا - کہ میں بڑا محقق ہوں میرے میز
پر جملہ مذاہب کی کتب تھیں - وید - قرآن - انجیل - بدھ مت کی کتب وغیرہ - (۵) آریوں
کو یہ دھوکہ دیکر اپنا گرویدہ بنایا کہ میں نے ویدک روشنی سے دین اسلام کو ترک کیا
حالانکہ دیو سماج والوں کو پہلے کئی سال سے لکھکر دے چکا تھا - کہ میں دیو سماج کی
طفیل اسلام چھوڑتا ہوں - چنانچہ ایچ سی - ویلٹی صاحب فورمین کالج کے پرنسپل
صاحب نے اس کا وظیفہ جوبلی اسی لئے بند کیا تھا - کہ یہ وظیفہ مسلمانوں کے لئے مخصوص
ہے - اور عبدالغفور نے اپنا مذہب دیو دھرم لکھا تھا - اسیطرح شدھ ہونے سے
اڑہائی سال پہلے ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں بھی خانۂ مذہب میں دیو دھرم لکھا
چکا تھا - (۶) موگا سکول سے وہ بڑی خرابیوں کے ساتھ نکلا - مگر بدنام ہوکر بھی وہیں
رہنے کو یتن کرتا رہا - پرائیویٹ سکول بھی وہاں کھولنا چاہتا تھا - کہ جیسے بنے موگا کے گلی
کوچوں میں ہی بری بھلی طرح گذارہ کرتا چلا جاؤں - وہ پرائیویٹ سکول کھولنے کو اب
پرو پکار ظاہر کرتا ہے - مگر دراصل وہ وہاں خود غرضی اور عشق پھنسا ہوا پاگلوں کیطرح

سماجی متر و اب بھی کہو گے کہ دھرمپال مسلمانوں سے آیا ہے (مسلمان)

یہہ شعر زبان حال سے رٹ رہا تھا۔ ؎

مجھے نعمتِ خلد سے بھی بہتر تیرے در پہ ٹکڑا گدائی کا جو ملا

(۷) ہر طرح ذلیل ہو کر جب وہاں سے نکلنا ہی پڑا تو پھر مسلمان کا جا بنا اور انہیں ایک مفت ملتے ہوئے آدمی کے لئے گوجرانوالہ سکول موزون معلوم ہوا۔ (۸) مگر در اصل مسلمانوں کا بھی وہ نہ تھا۔ دہوکے سے یہ اسامی لے کر جگہ اور سوچتا رہا۔ اور آریہ سماج میں جگہ بنانے لگا۔ آہ کیا گربہ مسکین صورت تھی۔ بی اے کی ڈگری اور عمر چھوٹی اس پر گوشت کے برخلاف اس شخص کی موہنے والی باتیں ہم نے بشواس کیا اور شدھی کی تجویز کردی (۹) قدم تو دوسری طرف رکھ لیا۔ مگر خطرہ تھا کہ دیو سماج والے پول کھولدینگے اس لئے چالاکی سے اُن کے ساتھ محبت بھری خط و کتابت جاری رکھی۔ چٹھیات مفصل تو میری کتاب سے پڑھی جا سکتی ہیں لیکن یہاں بھی اشارہ دیتا ہوں۔ کہ اس نے دیو سماجیوں کو لکھا (۱) میں کسی ظاہری انتظام سے خواہ کچھ ہو جاؤں دور ہی رہوں (۲) دل سے تمہارا ہوں۔ دل یہی چاہتا ہے۔ کہ دیو گرو بھگوان کے روپ میں ہی عمر مگن رہوں (۳) دیو گورو بھگوان کی کرپا سے مینے شانتی پائی ہے۔ اسی کی کرپا سے دین اسلام چھوڑا ہے اُسی کی کرپا سے شراب کباب اور بیبھچار کی حقیقت کھلی ہے۔ (نوٹ:۔ یہ خط و کتابت گوجرانوالہ میں شدھی منظور ہو چکنے کے بعد کی ہے)۔ (۴) میں مجبوراً آریہ ہوتا ہوں۔ کیونکہ مسلمانوں سے کٹ چکا۔ آپ نے علیحدہ کیا۔ عیسائی ہونا نہیں چاہتا۔ ہندو بزدلی سے لیتے نہیں۔ اب آریہ نہ بنوں تو کیا کروں۔ (نوٹ:۔ یہ چٹھی جلسہ شدہی کے نگر کیرتن والے دن اس دہوکے بازنے لکھی ہے۔ خاص اس دن جبکہ ہم مسلمانوں کی طرف سے بلوہ کی افواہ سنکر انتظام کے لئے مارے مارے پھر رہے تھے) (۵) انسان سوشیل ہے اکیلا ہے۔ اس لئے مینے اچھا کیا ہے کہ سماج کی آڑ میں مل چکا ہوں (۶) جب ترک اسلام چھپنے سے دیو سماجیوں کو دہوکے کا گمان ہوتا ہے۔ اور وہ لکھتے ہیں۔ کہ کیا اب تمہارا بشواس وید۔ ایشور۔ اور تناسخ پر ہو گیا ہے۔ تو جواب دیتا ہے۔ ابھی ان باتوں کو مینے بچارا ہی نہیں۔ اب گرو کل مہاتما منشی رام جی کے پاس جاکر سوچونگا۔ (۱۰) اسی طرح دہوکوں سے گذارہ کرتا ہوا

میرے ساتھہ کوہ مری کے جلسے پر گیا۔ تو وہاں ایک دیو سماجی مسٹر ڈی این بالی مل گئے اُن سے بھی پول کھولنے کا اندیشہ کر کے انہیں نہایت محبت سے قابو کیا۔ کسی وقت اُنہیں علیحدہ ہونے نہ دیا کہ کہیں کچھہ برخلاف نہ بولے یہاں تک ہی نہیں بلکہ دیو سماج کے حق میں لیکچر بھی دے دیا۔ کہ میں نے اسی کے اپکار سے مالش وغیرہ چھوڑا وغیرہ وغیرہ۔ (۱۱) پیارے ناظرین چند دہوکے جو پہلے پہل شدھی کے لئے آریہ سماج کو دیئے گئے بیان کئے ہیں۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جاوے کہ اس نے کئی شریف لوگوں کے گھروں اور دلوں میں وشواس جمایا۔ غیروں کے مکانوں پر رہا۔ کسی کو ماں کسی کو بہن کسی کو باپ۔ گرو اور کسی کو بھائی بناتا رہا۔ اور پھر جب اپنی ذاتی خرابیوں سے سب کو مایوس کر کے اُن سے جدا ہوتا رہا۔ تو اُن کو برخلاف لکھنے سے روک لیتا رہا۔ اس کل عمل کے لئے نہ جانیں کس قدر دھوکے اسنے کتنوں کو دیئے دیو گرو بھگوان دیوت سنگھہ جی۔ ہرنام سنگھہ جی۔ دیورتن جی۔ گوپ مکھہ سنگھہ جی۔ مہر مکھہ سنگھہ جی۔ ہرنام سنگھہ جی وغیرہ سب کو اس نے چالاکیوں سے اپنا مہربان بنا لیا۔ اور پھر بعد میں ایک نہایت شہدے اور احسان فراموش نمکحرام کی طرح بدنام اور ذلیل کیا۔ مرد تو کیا عورتوں کو بھی۔ دیو سماج میں ہی نہیں آریہ سماج میں بھی۔ گوجرانوالہ سماج ڈاکٹر جگجیون جی۔ ماسٹر رام دیو جی۔ مہاشے کرشن جی۔ مہاتما منشی رام جی۔ رائے روشن لال جی۔ پنڈت رام بھجدت جی وغیرہ وغیرہ انیک پرشوں کو یہ محض چالاکی کے لیکھوں سے بدنام کر کے پبلک کو بات بات میں نہایت عجیب و غریب دھوکے دے رہا ہے۔ اس پر سب نے ہزاروں احسان کئے اسے بھوکا دیکھکر روٹی کھلائی ننگا دیکھکر کپڑا دیا۔ یتیم اور لاوارث پاکر اُسپر سایہ کیا۔ آوارہ گردی سے بچا کر اُسے حفاظت میں لیا۔ مگر اپکار پاکر اُسنے مارِ آستیں کا کام کیا ؎

منت شناس ہوتا ہے جو ہوتا ہے شریف احسان کو رذیل مگر مانتا نہیں

(۱۲) اسے رات دن عبارت اور فقرے گھڑنے کے بنا کام نہیں۔ اور انہیں سے بات کو کچھہ کا کچھ بنا دکھاتا اور ناواقفوں کو دہوکہ دے جاتا ہے۔ لیکن کاش کہ ناظرین اسکی اصل چٹھیاں جو مینے کتاب کے آخیر میں لکھی ہیں مطالعہ فرماویں۔ اُن سے صاف پتہ لگتا ہے

کہ اس کی ہر بات جسقدر دہوکہ دینے والی ہے۔ اور کہ وہ درحقیقت کیسا ہی خراب ہے جس کے اپنے الفاظ اُس کی اپنی حرکتوں پر اُسے نہائت گراہوا عجیب طرح کا شیطان ناقابل اصلاح آدمی ظاہر کرتے ہیں جو خود اپنے فعلوں کے لئے اپنے آپ کو بہوتنا بھوتوں کا بہوتنا۔ پاگل۔ انسان صورت بہوتنا مورت شیطان سیرت وغیرہ ظاہر کرتاہے اور دوسروں کے لئے چاپلوسی کے طور پر ازحد مبالغہ آمیز خطاب لکھتا ہے۔ دیو گورو بھگوان کو تارنہارا ورندہ خداسے اعلےٰ۔ اندھوں کو آنکھیں دینے والا۔ کوڑھوں کے کوڑھ دور کرنے والا۔ ڈوبتوں کو بچانے والا۔ اس شریر کے بھیتر نیا شریر پیدا کرنے والا وغیرہ وغیرہ ہزار طرح کے لمبے خطاب دیتاہے۔ ایسا ہی دوسرے دیو سماجیوں کو بھی۔ اُنکی تعریفوں میں وہ عبارت آرائیاں کرتا ہے اور زمین آسمان کے قلابے ملاتاہے۔ کہ آریہ سماج کی تعریف میں ہزارواں حصّہ بھی ابھی نہیں لکھا۔ لیکن باوجود اس کے اب دیو سماجیوں کے ساتھ ساری وعدوں کو جو نہایت عجیب وغریب ہیں بھول کر جو سلوک کیا وہ پوشیدہ نہیں۔

(۱۳) موگا سکول کو نہایت ہی بُری طرح بدنام کیاہے۔ اور جتایاہے کہ میں شروع سے ہی اسکے برخلاف رہا اور اس کے نقص نکالتا رہا۔ لیکن یہ نرا دہوکہ ہے۔ جب تک سکول میں رہا اُسے سورگ سے بھی بہت اعلیٰ کیلیفیورنیا۔ کیمبرج۔ اکسفورڈ کی یونیورسیٹیوں سلطنتوں اور شہنشاہوں اور تمام دنیا کے سامانوں کو اس روحانی سدہار کرنے والے سکول کے مقابل ردی لچر پوچ اور لایعنی جتاتا رہا انہیں موقوف ہونے کے بعد جو چٹھی لکھتاہے اس میں بھی سکول کی ازحد تعریف کرتاہے۔ ہاں اپنی خرابی کا بھی اقبال کرتاہے۔ وہ لکھتاہے۔ کہ میری تھوڑے عرصہ کی ہسٹری اس بات کی شاہد ہے کہ میں کتنا خوفناک وجود اور میری ہستی سے ایک پوتر کالج کو نقصان پہنچاہے۔ اور بدی میں کمبخت پھر اپنا منحوس قدم اس میں رکھوں تو کتنا اور نقصان پہنچ سکتاہے پھر اخیر میں لکھتاہے "اے وجود تونے عالم ملکوت میں جاکر شورش برپا کی اس کا تجھے کیا حق تھا"۔ آہ! آریہ پُرشو تم اس شخص کی تحریروں کو معتبر سمجھتے ہو۔ کیا تمہیں خیال

نہیں جو اس قدر مبالغے کرنے کے بعد اب دیو سماجیوں اور اُن کے سکول کی ازحد مذمت کرتاہے۔ کیا وہ یہی سلوک آپ سے اور گوروکل سے کل نہ کریگا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ کہہ بھی رہا ہے ؎

ہر کہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد ٭ بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد

(۱۴) اپنی تحریروں کی نسبت وہ دہوکا دیتاہے۔ اُس نے دیو سماج کے متعلق یہ جتایا۔ کہ اُن کا پول کھول کر آریہ سماج کی ایک طرح خدمت کرتاہوں۔ لیکن درحقیقت وہ دیو سماج سے ڈرتاہے۔ چاپلوسی اور دہوکے سے اُسے روکتا رہا۔ لیکن جب اپنی بہن کی طرف سے قلعی کھلنے کی دہمکی ملی اور اور بھی اشارات ایسے ہی پائے کہ اب میرا پول کھلنے لگا۔ تو اس نے جھٹ پیش دستی کرکے آریوں کے جذبات کو دیو سماجیوں کے برخلاف بھڑکایا۔ اور جو کچھ واہیات بن سکا لکھ مارا۔ اس طرح جب اُسے ڈاکٹر چرنجیو جی وغیرہ اپنے اندرونی واقف کاروں کی نسبت شک ہوا۔ کہ یہ مجھے بدمعاش جانتے ہوئے شادی میں رکاوٹ ڈالیں گے۔ تو جھٹ پہلے ہی بالکل بناوٹی اور مبالغہ آمیز اور فحش تحریریں اُنکی نسبت نکال دیں۔ اس بدنیتی اور زنانی پردہ پوشی کے علاوہ مہالک بہتری کے لئے اسنے کبھی کچھ نہیں لکھا۔ (۱۵) اسی طرح کمیشن کے متعلق دہوکا دیتاہے۔ تحقیقات باقاعدہ ہو تو ایک کیا صدہا بدمعاشیاں اس کی ثابت ہوں۔ اس لئے اس سے گریز کرتاہے۔ مگر بناوٹی حجت بازیوں سے لوگوں کو دہوکا دینا چاہتاہے۔ عدالت میں بھی کمزوریوں سے ڈرنا چاہئیں سکتا۔ کیونکہ دنیا بھر میں ایک بے نظیر بدمعاش ستحص ہوسکتاہے۔ مگر آریوں کو دہوکا دیتاہے۔ کہ میں رشی دیانند کی مثال کی پیروی کرتاہوں افسوس رشی کا پوتر نام کس گندی زبان سے نکلتاہے۔ (۱۶) کہاں تک لکھوں وہ لوگوں کو دہوکہ دینے کے لئے کسی کی کبھی تعریف لکھ جاتاہے۔ کبھی اس کے برخلاف لکھتاہے مہاتما منشی رام جی کی نسبت کتنے دہوکے دیتا رہاہے اُنکا طرفدار ہوں اور اب اُنہیں فسادی مشہور کرتاہے۔ لالہ سالگرام جی کو پہلے اپنا گواہ بنایا۔ لیکن اب گنڈا لکھتاہے سبھا کو مغز کا لفظ دیکر توہین عجیب غریب طور پر کئے جاتاہے اپنے پاپوں کو چھپانے کیلئے